ارمغانِ حجاز

اُردو

اقبالؔ

فہرست

رُباعیات

مُلّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

اُردو نظمیں

اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ

۱۹۳۶ء

اِبلیس

یہ عناصر کا پُرانا کھیل، یہ دُنیائے دُوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں!
اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نوں
مَیں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دَیر و کلیسا کا فسوں
مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دِیا سرمایہ داری کا جنوں
کون کرسکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کرسکتا ہے اُس نخلِ کُہن کو سرنِگوں!

پہلا مُشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلیسی نظام
پختہ تر اس سے ہُوئے خوئے غلامی میں عوام
ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیت کے بندے ہیں تمام
طبعِ مشرق کے لیے موزُوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوّالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام'!
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام!'

دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شَر
تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر!

پہلا مُشیر

ہُوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جُمہوری لباس
جب ذرا آدم ہُوا ہے خود شناس و خود نگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے مُنحصَر
مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جُمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

تیسرا مُشیر

رُوحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اِضطراب
ہے مگر کیا اُس یہودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیمِ بے تجلّی، وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

چوتھا مُشیر

توڑ اس کا رومۃُ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہُوا
'گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب' ☆

تیسرا مُشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کِیا یوں بے حجاب

پانچواں مُشیر

(اِبلیس کو مخاطَب کر کے)

اے ترے سوزِ نفَس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کِیا ہر پردگی کو آشکار
آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلہِ جنت تری تعلیم سے دانائے کار
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ مَحرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار
کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگون و شرمسار
گرچہ ہیں تیرے مُرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فتنہ گر، وہ رُوحِ مَزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جُنوں سے تار تار

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ

کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر

جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج

کانپتے ہیں کوہسار و مَرغزار و جُوئبار

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے

جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اِبلیس

(اپنے مُشیروں سے)

ہے مرے دستِ تصرّف میں جہانِ رنگ و بو

کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بتُو

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق

مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو

کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ

سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو!
دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے!

(۲)

جانتا ہوں میں یہ اُمّت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذَر! آئینِ پیغمبر سے سَو بار الحذَر
حافظِ ناموسِ زَن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۳)

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات

ابنِ مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جُدا یا عینِ ذات؟
آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدِّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادِث یا قدیم
اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہُوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھّو عالَمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھُپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفَس ڈرتا ہُوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھّو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

ابلیس: شیطان. مجلسِ شوریٰ: جس محفل میں باہم مشورہ کرنے والے ہوں. عناصر کا پرانا کھیل: مراد یہ دنیا جو
بہت قدیم ہے اور آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنی ہے. دُنیائے دوں: گھٹیا کمینی دنیا، یہ کائنات. عرشِ اعظم:
بڑا تخت، خدا نیز فرشتوں کا ٹھکانا. تمناؤں کا خوں: مراد تمنائیں پوری نہ ہونا، ناکامی. آمادہ: تیار. کارساز: کام
بنانے والا، مراد خدا. جہانِ کاف ونوں: ''کن'' کا جہان۔ ایک قرآنی آیت کے مطابق جب خدا کچھ پیدا
کرنا چاہتا ہے تو ''کن'' (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ مراد یہ دنیا. مُلوکیت: بادشاہت، مراد
حکمرانی. دَیر: مندر. کلیسا: گرجا (مسجد..... کلیسا سے مراد ہر قوم کا مذہبی جذبہ). فسوں: افسوں، جادو. تقدیر کا
سبق: سب کچھ تقدیر پر ڈال دینے کا سبق. منعم: دولت مند. سرمایہ داری: دولت اکٹھی کرنے کی حالت.
آتشِ سوزاں: جلا دینے والی آگ. سوزِ دروں: اندر یعنی باطن کی گرمی یا آگ. آبیاری: کھیت یا درخت کو
پانی دینا. نخلِ کہن: پرانا درخت، مراد مضبوط جڑوں والا درخت. سرنگوں کرنا: مراد نیچے گرانا. ابلیسی نظام:
شیطانی کاموں کا سلسلہ. پختہ تر: مراد زیادہ پکی (عادت). خوئے غلامی: غلامی کی عادت. سجود: سجدہ. نمازِ بے
قیام: مراد غلامی میں جھکے رہنا، آزاد قوم کی طرح سر بلند نہ رکھنا. خام: کچی. سعیِ پیہم: لگاتار کوشش. کرامت:
ایسا کام جو عام انسان کے بس میں نہ ہو. مُلوکیت کا بندہ: بادشاہت کا غلام، حکمرانوں کا غلام. طبعِ مشرق:
مراد مشرقی قوموں کا مزاج. موزوں: مناسب. افیون: افیم. قوالی: چند آدمیوں کا مل کر نعتیہ اور حمدیہ کلام گانا.
علمِ کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقیدے دلیلوں سے ثابت کیے جاتے ہیں. طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانے کا
عمل. حج کا ہنگامہ: مراد حج کے موقع پر مسلمانوں کا زوردار اجتماع. کند: جو تیز نہ ہو. تیغِ بے نیام: ننگی تلوار،

مراد جوش وجذبہ، جدوجہد. نومیدی: مایوسی. حجت: دلیل. فرمانِ جدید: نیا حکم۔ اشارہ ہے قادیانی رہنما میرزا
غلام احمد کے اس فتوے کی طرف کہ اب اِس دور میں جہاد کی ضرورت نہیں. حرام: منع کیا گیا. سلطانیِ جمہور:
عوام کی حکومت، جمہوریت. غوغا: شور، ہنگامہ. تازہ فتنے: نئے نئے جھگڑے / شوشے. جہاں بینی: دنیا کے
معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت. مُلوکیت کا اِک پردہ: مراد جمہوریت کی آڑ میں دراصل
بادشاہت ہی کا عمل دخل ہے. جمہوری لباس: عوامی لباس، مراد بادشاہت کو جمہوریت کے جعلی نام سے برقرار
رکھا ہے. آدم: مراد انسان. خودشناس: اپنی ذات / خودی سے پوری طرح باخبر. خودنگر: اپنی ذات پر نظر رکھنے
والا. کاروبارِ شہریاری: بادشاہت کے معاملے. وجودِ میر وسلطاں: بادشاہوں اور حکمرانوں کی ذات / ہستی.
منحصر: جس پر انحصار ہو. مجلسِ ملت: نیشنل اسمبلی. پرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، مراد کوئی بھی بادشاہ
کسی چیز پر نظر ہونا: مراد اسے لوٹنے کا ارادہ رکھنا. مغرب: یورپ. جمہوری نظام: عوامی حکومت کا طریقہ،
ڈیموکریسی. چہرہ روشن: مراد ظاہر میں ایک اچھا نظام. اندروں: باطن، دل. چنگیز: وہ ظالم منگول سردار جس

نے تیرھویں صدی عیسوی میں ایران میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ **تاریک تر**: مراد بعد ظالم۔ **رُوحِ سلطانی**: بادشاہت (ایک آدمی کی حکومت) کی اصل۔ **اضطراب**: بے چینی۔ **اُس یہودی کی شرارت**: مراد مشہور جرمن یہودی سوشلسٹ کارل ہنرخ مارکس جس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب ''داس کیپٹل'' لکھی۔ اس کا نظریہ تھا کہ محنت کے بغیر دولت بیکار رہے (۵ مئی ۱۸۱۸ء۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء)۔ **کلیم بے تجلی**: ایسا پیغمبر (موسیٰ) جسے اللہ کا جلوہ نصیب نہ ہوا۔ مراد یہودی کارل مارکس، دنیا بھر کے مزدور جس کے معتقد ہیں۔ **مسیح بے صلیب**: مراد کارل مارکس جسے صلیب پر تو نہیں لٹکایا گیا لیکن اس کی زندگی حضرت عیسیٰ کی مانند تنگی میں کٹی۔ ''**نیست پیغمبرو لیکن در بغل دارد کتاب**''۔ ترجمہ: وہ (کارل مارکس) باقاعدہ پیغمبر تو نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی مانند اس کی بغل میں یعنی اس کے پاس بھی کتاب ہے (داس کیپٹل)۔ **نگاہِ پردہ سوز**: ایسی نگاہ جو چھپی چیزوں کو بھی پوری طرح دیکھ لے/ رازوں کو جان لے۔ **روزِ حساب**: قیامت کا دن۔ **بندہ**: غلام محکوم۔ **آقا**: مالک، حکمران۔ **توڑ دی ...... خیموں کی طناب**: خیموں کی رسّی، مراد آقاؤں کی آقائی ختم کر دی، خود آقا بن گئے۔ **توڑ**: علاج، چارہ۔ **رُومۃ الکبریٰ**: مراد اٹلی (جو کبھی بہت بڑی سلطنت تھی)، جہاں مسولینی اب آمر بن گیا ہے۔ **آلِ سیزر**: مراد جولیس سیزر کی اولاد جو قدیم روم کا فرماں روا تھا۔ مراد اطالیہ کے لوگ جو اس کی عظمت اور اقتدار کے وارث ہیں۔ **سیزر کا خواب**: مراد قیصرِ روم بننے کا منصوبہ۔ **بحرِ روم**: اٹلی/ اطالیہ جس کے ساحل پر واقع ہے۔ **عاقبت بینی**: انجام پر نظر رکھنے کی کیفیت۔ **قاتل**: مارنے والا۔ **افرنگی سیاست**: یورپ کی سیاست۔ **بے حجاب**: بے پردہ، یعنی عیب وغیرہ ظاہر کر دیے۔ **سوزِ نفس**: سانس/ ذات کی گرمی۔ **کارِ عالم**: کائنات/ دنیا کا معاملہ۔ **اُستوار**: مضبوط، پختہ۔ **پردگی**: چھپی ہوئی چیز، راز۔ **آب و گِل**: پانی اور مٹی، مراد یہ دنیا۔ **جہانِ سوز و ساز**: مراد ایسی دنیا جس میں ہنگاموں اور فتنوں وغیرہ کی گرمی ہے۔ **ابلہِ جنت**: جنت کے سیدھے سادے لوگ، اشارہ ہے حدیثِ حضور اکرمؐ کی طرف کہ جنت کے لوگ سیدھے سادے ہوں گے۔ **دانائے کار**: معاملات پر جس کی پوری گرفت اور نظر ہو۔ **محرم**: واقف، باخبر۔ **سادہ دل**: چالاکی اور فریب سے پاک دل والا۔ **تقدیس**: اللہ کی پاکی بیان کرنا۔ **طواف**: کعبہ کے گرد چکر لگانا (مراد مذہب سے لگاؤ)۔ **تسبیح**: پروئے ہوئے دانوں پر اللہ کے نام کا ورد۔ **ابد تک**: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ **سرنگوں**: الٹا سر کیے، مراد شرمندہ۔ **ساحر**: جادوگر۔ **فراست**: ذہانت، دانائی۔ **یہودی فتنہ گر**: یہودی فتنہ فساد پھیلانے والا، مراد مارکس۔ **رُوحِ مزدک**: مزدک کی روح، مزدک پانچویں صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے۔ **بُروز**: کسی کی روح کا کسی دوسری شکل میں ظاہر ہونا۔ **قبا تار تار ہونا**: لباس پھٹ جانا، مراد سرمایہ داری/ بادشاہت کا خاتمہ ہونا۔ **زاغِ دشتی**: جنگلی کوا، مراد مزدور۔ **ہمسر**: برابری کرنے والا۔ **چرغ**: باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔

دونوں سے مراد سرمایہ دار یا بڑے لوگ. مزاجِ روزگار بدلنا: زمانے کے حالات بدلنا. آشفتہ ہونا: مراد پھیلنا. افلاک: فلک کی جمع، آسمان، پوری فضا. مشتِ غبار: مٹی کی مٹھی، مراد معمولی شے. فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ مراد سوشلزم/ اشتراکیت. عالم: حالت، کیفیت. مرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ. جوئبار: ندی، تینوں سے مراد پوری دنیا. زیر و زبر ہونا: اوپر نیچے ہونا، مراد بہت بڑی تبدیلی آنا. سیادت: سرداری، سرپرستی. مدار: انحصار.

ابلیس.. (اپنے مشیروں سے)

دستِ تصرف میں ہونا: مراد اختیار اور قبضے میں ہونا. جہانِ رنگ و بو: یہ کائنات/ دنیا. مہر و مہ: سورج اور چاند. توبتو: تہ درتہ، اوپر نیچے. غرب و شرق: مغربی اور مشرقی ممالک. لہو گرمانا: جوش دلانا. امامانِ سیاست: بڑے بڑے سیاست دان/ سیاسی رہنما. شیوخ: جمع شیخ، مراد عیسائی پادری، مذہبی لوگ. ہُو: نعرہ، آواز. کارگاہِ شیشہ: شیشے کا کارخانہ، مراد بہت نازک شے. تہذیب: مراد سرمایہ داری، بادشاہت وغیرہ. جام و سبو: مراد طور طریقے. توڑ کر دیکھے تو: مراد ذرا بدل کر تو دکھائے (اس میں دھمکی ہے). دستِ فطرت: قدرت کا ہاتھ یعنی قدرت. گریباں چاک کرنا: مراد مختلف تعصبات کا پیدا ہونا مثلاً نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی تعصب. مزدکی منطق: مزدک کا فلسفہ یعنی دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے. سوزن: سوئی. رفو ہونا: ٹانکا لگنا، سیا جانا. اشتراکی کوچہ گرد: گلی گلی یعنی آوارہ پھرنے والے اشتراکی/ سوشلسٹ. پریشاں روزگار: مراد جن کی زندگی بے چینیوں کی شکار ہے. آشفتہ مغز: سر پھرے پاگل. آشفتہ مو: بال بکھرائے ہوئے، فکر مند. شرارِ آرزو: آرزو مراد جذبوں کی چنگاری. خال خال: مراد بہت کم، اِکا دُکا. اشکِ سحر گاہی: صبح سویرے اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کا عمل، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہونا. مزدکیت: مزدک کا فلسفہ. فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ یا خطرہ.

(۲)

حاملِ قرآں: قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والی. مشرق کی اندھیری رات: مراد مشرقی ملکوں میں جہالت اور نادانی کا دور دورہ. بے یدِ بیضا: روشن ہاتھ کے بغیر، ید بیضا حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ تھا، مراد عظیم جذبوں اور عمل سے خالی. پیرانِ حرم: مسلم رہنما. شرعِ پیغمبرؐ: شریعتِ محمدیؐ. آئینِ پیغمبرؐ: دستور/ قانونِ محمدیؐ. ناموسِ زن: عورت کی عزت و شرم. مرد آزما: دلیروں کو پرکھنے والا. مرد آفریں: بڑے بڑے دلیر پیدا کرنے والا. فغفور: قدیم چین کے ایک بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. خاقان: ترکستان کے بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. فقیرِ رہ نشیں: راہ میں بیٹھنے والا گداگر، معمولی آدمی. آلودگی: گندگی، مراد حرام یا غلط قسم کی (دولت). فکر و عمل کا

انقلاب: سوچ، خیالات اور جدوجہد کے انداز میں تبدیلی۔ **چشمِ عالم**: مراد دنیا والوں کی نظر۔ **محرومِ یقیں**: خود اعتمادی سے عاری۔ **الٰہیات**: اللہ کی ذات سے متعلق فلسفیانہ مسئلے۔ **تاویلات**: جمع تاویل، ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا غلط مطلب لینے کے طریقے۔

(۴)

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا اعلان، اللہ اکبر۔ **طلسم**: جادو۔ **شش جہات**: مراد ساری کائنات۔ **خدا اندیش**: خدا کی یاد میں ڈوبا رہنے والا۔ **تاریک رات**: مراد بے عملی کی حالت۔ **ابنِ مریم**: حضرت عیسیٰؑ۔ **زندۂ جاوید**: ہمیشہ زندہ یا برقرار رہنے والا۔ **صفات و ذاتِ حق**: اللہ تعالیٰ کی ہستی کی صفتیں (رحیم، کریم وغیرہ)۔ **عین ذات**: (یعنی وہ صفات) مکمل طور پر ذات ہیں۔ **مسیحِ ناصری**: مراد نصاریٰ یا نصرانیوں کا مسیح، یعنی حضرت عیسیٰؑ جو قیامت کے قریب پھر اس دنیا میں آئیں گے۔ **مجدد**: ایک روایت کے مطابق ہر صدی میں ایک کامل ولی پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے اسلامی اصول و قوانین کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ **فرزندِ مریم کے صفات**: حضرت عیسیٰؑ کی سی صفتیں (مثلاً مردے میں نئی روح پھونکنا)۔ **حادث یا قدیم**: فلسفہ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینشِ دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں۔ **امتِ مرحوم**: جس قوم پر اللہ کی رحمت ہوئی ہے ملتِ اسلامیہ۔ **ترشے ہوئے لات و منات**: مراد بنائے ہوئے بت یعنی فلسفہ الٰہیات کی مذکورہ بحثیں جن میں مسلمان الجھے ہوئے ہیں۔ **بیگانہ رکھو**: دور رکھو۔ **عالمِ کردار**: مراد جدوجہد کی دنیا۔ **بساطِ زندگی**: زندگی کی شطرنج، زندگی۔ **مُہرے ماتِ ہونا**: شطرنج کی بازی ہارنا، مراد زندگی کے ہر شعبے میں وہ بے عمل ہو کر رہ جائے۔ **جہانِ بے ثبات**: فانی دنیا۔ **خوب تر**: بہت اچھا، بہتر۔ **تماشائے حیات**: زندگی کے ہنگامے اور ولولے۔ **بیداری**: مراد جذبوں کا زندہ ہونا۔ **احتسابِ کائنات**: مراد دنیا کو برے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا۔ **ذکر و فکرِ صبح گاہی**: مراد صرف عبادت ہی میں مصروف رہیں، دنیا کی فلاح پر توجہ نہ دیں۔ **پختہ تر**: مراد زیادہ عادی۔ **مزاجِ خانقاہی**: خانقاہ میں رہنے کی عادت، مراد بے عملی کی زندگی۔

☆ کبھی تو وہ سرو کے درخت کی طرح اونچا ہوتا ہے اور کبھی رباب (سارنگی) کی طرح نالہ کرتا ہے یعنی اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوشش کر رہا ہے۔

بُڈّھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو

ہو تیرے بیاباں کی ہَوا تجھ کو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دِلّی نہ بخارا

جس سمت میں چاہے صفَتِ سَیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دَو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہُنَر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غوّاص
کرتا نہیں جو صحبتِ ساحل سے کنارا

دِیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو مِلّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

دُنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درِندوں کو اُبھارا

اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
اِبلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

تقدیرِ اُمَم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارا

اِخلاصِ عمل مانگ نیا گانِ کُہن سے
'شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!'

گوارا: موافق، پسندیدہ۔ دشت: بیابان۔ دلی ...... بخارا: مراد کوئی بھی بڑا ملک۔ سیلِ رواں: تیز رفتار طوفان، مراد آزاد مرد کی طرح سر اٹھا کر یا پوری آزادی سے۔ جہانِ تگ و دَو: بھاگ دوڑ کی دنیا، مراد یہ دنیا۔ تاجِ سرِ دارا: قدیم ایرانی بادشاہ دارا کے سر کا تاج، مراد عظمت اور شان و شوکت۔ کامل: ماہر۔ پوشیدہ ہنر: چھپا ہوا فن۔ خارا: سخت پتھر۔ اقوام: جمع قوم، قومیں۔ مُقدر کا ستارہ: مراد تقدیر کو سنوارنے والا۔ دولتِ دریا: مراد سمندر میں پائے جانے والے موتی۔ غوّاص: غوطہ لگانے والا۔ صحبتِ ساحل: کنارے پر بیٹھے رہنے کا عمل۔ ہاتھ سے دینا: چھوڑ دینا۔ خسارا: خسارہ، گھاٹا، نقصان۔ کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا۔ معرکۂ روح و بدن: مادیت اور روحانیت کا ٹکراؤ۔ درندے: مراد ظالم نما کندے۔ تہذیب: جدید یورپی تہذیب۔ اُبھارا: جوش دلایا۔ پامردی: ثابت قدمی، اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا۔ یورپ کی مشینیں: مراد مادی زندگی کے آلات۔ فراست: دانائی، ذہانت۔ اِخلاصِ عمل: ایسا عمل جو خالصتہً اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ نیا گانِ کہن: پرانے آبا و اجداد (جن کا ہر عمل خلوص سے پُر تھا)۔ ''شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را'': ترجمہ: اگر بادشاہ...... مہربانی فرما دیں تو حیرانی کی بات نہ ہوگی (یہ حافظ شیرازی کی ایک غزل کا مصرع ہے)۔

تصویر و مُصوّر

تصویر

کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مری تیرے ہُنر سے
ولیکن کس قدر نامُنصفی ہے
کہ تُو پوشیدہ ہو میری نظر سے!

مصوّر

گراں ہے چشمِ بینا دیدہ وَر پر
جہاں بینی سے کیا گزری شرَر پر!
نظر، درد و غم و سوز و تب و تاب
تُو اے ناداں، قناعت کر خبر پر

تصویر

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزاوارِ حدیثِ 'لن ترانی'

مصوّر

تُو ہے میرے کمالاتِ ہُنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے
مرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تُو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

مُصوّر: تصویر بنانے والا۔ تصویر گر: تصویر بنانے والا۔ نمائش: ظاہر ہونا، وجود میں آنا۔ نامتفق: نا اتفاق۔ گراں: بوجھل، بھاری۔ چشمِ بینا: گہری نظر والی آنکھ دیدہ ور: صاحبِ نظر۔ جہاں بینی: مراد دنیا کو دیکھنے کی خواہش۔ نظر: مراد غور و فکر کی صلاحیت۔ سوز: جلن، تپش۔ تب و تاب: بےقراری۔ ناداں: بےخبر۔ قناعت کر: جو تھوڑا بہت ملے اس پر راضی ہو جا۔ خبر: حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات۔ خرد: عقل۔ دل: مراد جذبوں کا زندہ رہنا۔ حیاتِ جاودانی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ تگ و تاز: دوڑ دھوپ، بھاگ دوڑ، ہنگامے۔ سزاوار: لائق، مناسب۔ حدیث "لن ترانی": "لَن تَرانِی" (حضرت موسیٰ کے تقاضا پر خدا نے فرمایا تھا: تُو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا) کی بات۔ کمالات: جمع کمال، مہارتیں، خوبیاں۔ ہُنر: فن۔ نومید: مایوس۔ نقش گر: تصویر بنانے والا، مُصوّر۔ دیدار: نظارہ، دیکھنے کا عمل۔ پنہاں: چھپی ہوئی۔

عالَمِ برزخ

مُردہ اپنی قبر سے

کیا شے ہے، کس اِمروز کا فردا ہے قیامت
اے میرے شبستانِ کُہن! کیا ہے قیامت؟

قبر

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

مُردہ

جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
اُس موت کے پھندے میں گرفتار نہیں مَیں
ہر چند کہ ہُوں مُردۂ صد سالہ ولیکن
ظلمت کدۂ خاک سے بیزار نہیں مَیں
ہو رُوح پھر اک بار سوارِ بدنِ زار
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں مَیں

صدائے غیب

نے نصیبِ مار و کژدُم، نے نصیبِ دام و دَد
ہے فقط محکوم قوموں کے لیے مرگِ ابَد
بانگِ اِسرافیل اُن کو زندہ کر سکتی نہیں
رُوح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسَد
مَر کے جی اُٹھنا فقط آزاد مَردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی رُوح کی منزل ہے آغوشِ لحَد

قبر

(اپنے مُردے سے)

آہ، ظالم! تُو جہاں میں بندۂ محکوم تھا
مَیں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوزناک
تیری میّت سے مِری تاریکیاں تاریک تر
تیری میّت سے زمیں کا پردۂ ناموس چاک
الحذَر، محکوم کی میّت سے سَو بار الحذَر
اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

صدائے غیب

گرچہ برہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بُود
ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اسرارِ وجود
زلزلے سے کوہ و دَر اُڑتے ہیں مانندِ سحاب
زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود
ہر نئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی کُشود

زمین

آہ یہ مرگِ دوام، آہ یہ رزمِ حیات
ختم بھی ہوگی کبھی کشمکشِ کائنات!
عقل کو مِلتی نہیں اپنے بُتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات
خوار ہُوا کس قدر، آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات
کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات؟

عالمِ برزخ: دنیا اور آخرت کا درمیانی زمانہ۔ امروز: آج، حال کا زمانہ۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔ شبستانِ کہن: رات رہنے کی پرانی جگہ مراد قبر۔ مُردۂ صد سالہ: مراد صدیوں پہلے مرا ہوا انسان۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔ تقاضا: اصرار، طلب۔ پھندا: رسّی کا حلقہ۔ گرفتار: پھنسا ہوا۔ ہر چند: اگرچہ۔ ظلمت کدۂ خاک: مٹی کا تاریک گھر، مراد قبر۔ بیزار: ناخوش، خفا۔ بدنِ زار: کمزور جسم۔ صدائے غیب: مراد خدائی آواز۔ نے: نہ، نہیں۔ نصیب: حصہ، قسمت۔ مار: سانپ۔ کژدم: بچھو۔ دام و دد: چرنے والے جانور اور درندے۔ محکوم: غلام۔ مرگِ ابد: ہمیشہ ہمیشہ کی موت۔ بانگِ اسرافیل: قیامت کے روز حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا۔ تہی: خالی، مراد جذبوں سے خالی۔ جسد: جسم، بدن۔ ذی روح: مراد زندہ۔ آغوش: گود۔ لحد: قبر۔ بندۂ محکوم: غلامی کی زندگی گزارنے والا انسان، غلام۔ سوزناک: جلنے والی۔ تاریکیاں تاریک تر: اندھیروں میں بہت اضافہ ہوا۔ پردۂ ناموس: عزت و عظمت کا پردہ۔ چاک: پھٹا ہوا۔ الحذر: خدا کی پناہ ہے۔ سرافیل: حضرت اسرافیلؑ۔ برہم: اُلٹ پلٹ۔ نظامِ ہست و بود: مراد اس دنیا کا نظام۔ آشوب: ہنگامہ۔ بے پردہ: ظاہر، آشکارا۔ اسرارِ وجود: مراد کائنات کے بھید۔ کوہ و دد: پہاڑ اور درندے۔ سحاب: بادل۔ نمود: ظاہر ہونے کا عمل۔ تعمیر: آبادکاری کا عمل۔ تخریب: مراد ویرانی کا عمل۔ تمام: مکمل، پوری۔ کشود: کھل۔ مرگِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی موت۔ رزمِ حیات: زندگی کی جنگ یعنی زندگی کی بقا کے لیے جدوجہد۔ کشمکش: کھینچاتانی۔ عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا۔ عامی: عام آدمی۔ بندۂ لات و منات: مراد خواہشوں وغیرہ ایسے بتوں کا پجاری، دنیاوی خواہشات کا غلام۔ آدمِ یزداں صفات: خدائی صفتیں، (جبار، رحیم وغیرہ) رکھنے والا انسان۔ گراں: بھاری، بوجھل۔ ثبات: پائیداری۔ سحر: صبح۔ حضرتِ انساں: مراد انسان۔

معزول شہنشاہ

ہو مبارک اُس شہنشاہِ نکو فرجام کو
جس کی قُربانی سے اَسرارِ مُلوکیت ہیں فاش

'شاہ' ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بُت
جس کو کر سکتے ہیں، جب چاہیں، پُجاری پاش پاش

ہے یہ مُشک آمیز افیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش

معزول شہنشاہ: اشارہ ہے برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کی طرف جس نے ایک طلاق یافتہ امریکی عورت سے شادی کرنا چاہی لیکن برطانیہ کے سب سے بڑے پادری اور وزیر اعظم کی مخالفت کے سبب اس نے ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو تخت و تاج ہی چھوڑ دیا۔ نکو فرجام: اچھے انجام والا۔ قربانی: تخت و تاج سے دست برداری۔ اسرارِ ملوکیت: بادشاہت کے بھید۔ برطانوی مندر: مراد برطانوی نظامِ حکومت۔ مٹی کا بُت: مراد جس کے اختیار میں کچھ نہ ہو، نمائشی بادشاہ۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ مشک آمیز افیوں: مراد ظاہر میں دل کو بھانے والی لیکن حقیقت میں غافل کر دینے والی شے۔ ''ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش'': ترجمہ: اے انگریز جادوگر! ہمارے لیے اب کوئی نیا آقا تیار کر۔

دوزخی کی مُناجات

اس دَیرِ کُہن میں ہیں غرض مند پُجاری
رنجیدہ بُتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدا یاد

پُوجا بھی ہے بے سُود، نمازیں بھی ہیں بے سُود
قسمت ہے غریبوں کی وہی نالہ و فریاد

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس
ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانہ آباد

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد

یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ مُلوکانہ کی ایجاد

اللہ! ترا شکر کہ یہ خِطّۂ پُرسوز
سوداگرِ یورپ کی غلامی سے ہے آزاد!

مُناجات: دُعا۔ **دیرِ کہن:** پرانا مندر، مراد یہ دنیا۔ **غرض مند:** مطلبی۔ **رنجیدہ:** ناراض۔ **بے سُود:** بے فائدہ، بیکار۔ **نالہ وفریاد:** چیخ پکار۔ **عمارات:** جمع عمارت۔ **فلک بوس:** مراد بہت بلند۔ **ویرانہ آباد:** مراد دیکھنے میں آباد لیکن اس میں ہم خیال کوئی نہیں۔ **تیشہ:** پتھر توڑنے کا اوزار۔ **گردشِ تقدیر:** تقدیر کا چکر۔ **سیراب:** تروتازہ، مراد کامیاب۔ **پرویز:** خسرو پرویز، قدیم ایرانی بادشاہ اور شیریں کا شوہر۔ **جگر تشنہ:** مراد ناکام۔ **فرہاد:** شیریں کا عاشق، جس نے اس کی خاطر پہاڑ کھودا۔ **فکرِ مُلوکانہ:** بادشاہوں، حکمرانوں کی سوچ۔ **ایجاد:** نئی پیدا کردہ چیز۔ **خطۂ پُرسوز:** آگ سے تپتی ہوئی جگہ۔ **سوداگرِ یورپ:** برطانیہ، انگریزوں نے تجارت کے بہانے برِ صغیر پر قبضہ کیا تھا۔



مسعود مرحوم

یہ مہر و مہ، یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
کسے خبر کہ یہ عالم عدم ہے یا کہ وجود

خیالِ جادہ و منزل فسانہ و افسوں
کہ زندگی ہے سراپا رحیلِ بے مقصود

رہی نہ آہ، زمانے کے ہاتھ سے باقی
وہ یادگارِ کمالاتِ احمد و محمود

زوالِ علم و ہنر مرگِ ناگہاں اُس کی
وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود!

مجھے رُلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مُرغِ سحرخواں کو جانتے ہیں سرود

نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارۂ غمِ دوست
نہ کہہ کہ صبر معمّائے موت کی ہے کشود

"دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است" ☆

(سعدیؔ)

نہ مجھ سے پوچھ کہ عمرِ گریز پا کیا ہے
کسے خبر کہ یہ نیرنگ و سیمیا کیا ہے
ہُوا جو خاک سے پیدا، وہ خاک میں مستور
مگر یہ غَیبتِ صغریٰ ہے یا فنا، کیا ہے!
غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
خرد بتا نہیں سکتی کہ مُدعا کیا ہے
دِل و نظر بھی اسی آب و گِل کے ہیں اعجاز
نہیں تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے؟
جہاں کی رُوحِ رواں 'لا اِلٰہَ اِلاّ ھُوْ'
مسیح و میخ و چلیپا، یہ ماجرا کیا ہے!
قصاصِ خونِ تمنّا کا مانگیے کس سے
گُناہ گار ہے کون، اور خُوں بہا کیا ہے
غمیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
طلسم ہا شکنَد آں دلے کہ ما داریم ☆☆
خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات
خودی ہے زندہ تو دریا ہے بے کرانہ ترا
ترے فراق میں مُضطر ہے موجِ نیل و فرات

خودی ہے مُردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطانِ جُملہ موجودات

نگاہ ایک تجلّی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلّی تلافیِ مافات

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثُریّا تمام لات و منات

حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاکِ لحد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات

خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جَستند
طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ بشکستند ***

مسعود: سر راس مسعود جو جسٹس محمود کے بیٹے اور سر سیّد احمد خان کے پوتے تھے (۲۴ مئی ۱۸۵۰ء۔ ۸ مئی ۱۹۰۳ء)۔ ریاست بھوپال کے وزیر تعلیم رہے۔ علامہ سے انھیں بیحد محبت تھی۔ مرحوم: رحمت کیا گیا۔ آسمانِ کبود: نیلا آسمان۔ عدم: جس کا وجود نہ ہو، فنا۔ جادہ: راستہ۔ فسانہ و افسوں: مراد بیکار قسم کی باتیں۔ سراپا: پورے طور پر۔ رحیلِ بے مقصود: بے مقصد کوچ / روانگی۔ یادگار: نشانی۔ کمالات: جمع کمال، خوبیاں، مہارتیں۔ احمد: سر سیّد احمد خان۔ محمود: سر سیّد کے بیٹے جسٹس محمود۔ مرگِ ناگہاں: اچانک کی موت۔ کارواں: قافلہ۔ متاعِ گراں بہا: بہت قیمتی پونجی / سرمایہ۔ بیدردی: سخت دلی، ظلم۔ فغاں: فریاد۔ مُرغِ سحر خواں: صبح سویرے چہچہانے والا پرندہ۔ سرود: نغمہ۔ پنہاں: چُھپا ہوا۔ چارہ: علاج۔ معمائے موت: موت کی پہیلی۔ کشود: حل، بوجھ۔ گریز پا: جلد گزر جانے والی۔ نیرنگ: جادو، مراد انقلاب۔ سیمیا: طلسم، جادو۔ مستور: چُھپا ہوا۔ غیبتِ صغریٰ: مراد وقتی طور پر غائب ہونے کا عمل۔ غبارِ راہ: راستے کی گرد، مراد انسان۔ ذوقِ جمال: حُسن سے دلچسپی / لگاؤ کا انداز۔ خرد: عقل۔ آب و گِل: پانی اور مٹی، انسان۔ اعجاز: کرامت، بہت بڑا کارنامہ۔ روح

رواں: چلتی پھرتی روح، مراد ایک اٹل حقیقت۔ "لا الٰہ الا ھو": اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ توحید خداوندی۔ میخ: کیل۔ چلیپا: صلیب، سولی۔ خونِ تمنا: آرزوؤں کا خون، آرزو پوری نہ ہونا۔ مقامِ حیات: زندگی کا پڑاؤ/منزل۔ امتحانِ ثبات: ثابت قدمی کی آزمائش۔ بے کرانہ: بہت وسیع۔ مضطر: بے چین، بےقرار۔ نیل و فرات: مصر کا دریائے نیل جس میں فرعون غرق ہوا اور عراق کا دریائے فرات جس کے کنارے امام حسینؓ کو شہید کیا گیا۔ مراد خودی کی آزمائش کے مواقع۔ مانندِ کاہ: مراد تنکے کی طرح۔ پیشِ نسیم: صبح کی ہوا کے آگے۔ سلطان: حاکم، غالب۔ موجودات: کائنات۔ دو صد ہزار تجلی: ہزاروں لاکھوں جلوے۔ تلافیِ مافات: نقصان کی کمی پوری کرنا۔ ورائے سپہر: آسمان کے اس پار۔ تا بہ ثریا: مراد زمین سے آسمان تک کی فضا۔ حریمِ ذات: باری تعالیٰ کا وہ مقام جو انسانی سمجھ سے بالا ہے۔ نشیمنِ ابدی: ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانا۔ تیرہ: تاریک۔ جلوہ گاہِ صفات: اللہ تعالیٰ کی صفتیں ظاہر ہونے کی جگہ مراد یہ کائنات۔

☆ ایسا دل جو عاشق بھی ہو اور صبر کرنے والا بھی تو وہ دل نہیں پتھر ہے اس لیے کہ عشق اور صبر میں ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہے یعنی دونوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں۔ (یہ سعدی کا شعر ہے)

☆☆ اس بات کا غم مت کر کہ ہم دنیا کے شکنجے میں آئے ہوئے ہیں، ہمارا دل ایک ایسی قوت ہے جو بڑے بڑے جادو مٹا کے رکھ دے گا۔

☆☆☆ اپنی ذات/خودی سے پوری طرح واقف جو لوگ مٹی کے اس گھر یعنی دنیا سے باہر نکل گئے انھوں نے سورج، آسمان اور ستاروں کا جادو بے کار کر کے رکھ دیا۔ مراد دنیاوی رکاوٹوں وغیرہ سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔

آوازِ غیب

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ اِدراک!

کس طرح ہُوا کُند ترا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

تُو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک

مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں اَفلاک

اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمیِ افکار، نہ اندیشۂ بے باک ☆

روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
☆☆ اے کُشتۂ سُلطانی و مُلّائی و پیری!



جوہرِ ادراک: فہم اور شعور کی اہلیت / لیاقت۔ کُند: جو تیز نہ ہو، بیکار۔ نشترِ تحقیق: مراد حقیقت کی تہ تک پہنچنے کا شعور۔ چاک: زخمی، پھٹنا۔ ظاہر و باطن کی خلافت: مراد اس کائنات پر اللہ کا خلیفہ / نائب ہونے کی کیفیت۔ سزاوار: لائق، مناسب۔ خس و خاشاک: تنکے وغیرہ۔ انجم: جمع نجم، ستارے۔ لرزنا: کانپنا۔ افلاک: جمع فلک، آسمان۔ جہاں بیں: دنیا دیکھنے والی، کائنات کے بھید پا لینے والی۔ نگہِ پاک: دنیاوی آلودگیوں سے پاک نظر۔ آئینہ ضمیری: دل اور سینے کا آئینے کی طرح شفاف ہونا، آلودگیوں سے پاک۔

☆ نہ تو خیالات میں جوش و جذبہ اور گرمی ہے اور نہ غور و فکر ہی میں بے خوفی ہے۔

☆☆ تو جو حکمرانوں، مُلّاؤں اور پیروں (مراد مذہب کی روح سے بیگانہ مذہبی رہنما) کا مارا ہوا ہے۔

رُباعیات

مری شاخِ اَمل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا
کلی گُل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبحِ فردا پر نظر کیا!

:Iqbal\Kull
Star.tif

فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے
کہ چھُوٹے ہر نفَس کے امتحاں سے
ہُوا پیری سے شیطاں کُہنہ اندیش
گناہِ تازہ تر لائے کہاں سے!

اَمل: آرزو، تمنا۔ثمر: پھل۔محتاج: ضرورت مند۔کشود: کھلنا۔نسیم: صبح کی ہوا جس سے پھول کھلتے ہیں۔صبحِ فردا: آنے والی صبح، مستقبل۔

فراغت: مہلت، فرصت۔کارِ جہاں: دنیا کے کام۔ہر نفس: ہر سانس۔امتحاں: آزمائش، مراد حساب کتاب۔
پیری: بڑھاپا۔کہنہ اندیش: پرانی سوچ رکھنے والا۔گناہِ تازہ: نیا گناہ۔

دِگرگُوں عالمِ شام و سحر کر
جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
رہے تیری خدائی داغ سے پاک
مِرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

غریبی میں ہُوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری
حذر اُس فقر و درویشی سے، جس نے
مسلماں کو سِکھا دی سربزیری

دگرگوں کرنا: بدلنا۔ عالمِ شام وسحر: یہ دنیا۔ جہانِ خشک وتر: مراد یہ دنیا۔ زیر وزبر کرنا: اُلٹ پلٹ کرنا، بدل دینا۔ بے ذوق سجدے: جن سجدوں میں حضوری (مکمل توجہ) نہ ہو۔ حذر کرنا: بچنا۔

محسود: حسد کیا گیا۔ سربزیری: سر جھکانے کی حالت۔

خِرد کی تنگ دامانی سے فریاد
تجلّی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظّارۂ غیر
نِگہ کی نامسلمانی سے فریاد!

کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے
تہِ محرابِ مسجد سو گیا کون
نِدا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟

تنگ دامانی: جھولی کا چھوٹا ہونا۔ نظّارۂ غیر: اللہ کے سوا دوسری قوتوں یا مظاہر پر توجہ۔ نامُسلمانی: سچا مسلمان نہ ہونے کی کیفیت۔

شیخِ حرم: مُلّا۔ تہ: نیچے۔ ندا: آواز۔ فرنگی بُت کدہ: مراد یورپی تہذیب اور علوم وغیرہ جو دین کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔

کُہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سرد
بتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ 'اللہ ھُو' سرد

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پُر خوں، نفَس روشن، نِگہ تیز
میسّر ہو کسے دیدار اُس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز

کہن: پُرانے۔ ہنگامہ ہائے آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لیے بےحد جدوجہد۔ سرد: ٹھنڈے۔ لہو سرد ہونا: جوش و جذبہ ٹھنڈا پڑ جانا۔ لادینی: مذہب سے دُوری/بیزاری۔ ''اللہ ھُو'': صرف اللہ حاکمِ مطلق ہے۔ آتش سرد ہونا: آگ ٹھنڈی ہونا، بجھنا۔

حدیث: بات۔ دل آویز: دل کو بھانے والی۔ جگر پُر خوں: مراد دل عشقِ خدا اور رسولؐ سے پُر۔ نفَس روشن: باطن/دل نورِ ایمان سے روشن۔ نگہ تیز: گہری نظر، بصیرت۔ رونقِ محفل: مراد جس کے سبب کبھی ملت کو عروج حاصل تھا۔ کم آمیز: دوسروں کے ساتھ کم ملنے جُلنے والا۔

تمیزِ خار و گُل سے آشکارا
نسیمِ صبح کی رَوشن ضمیری
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خُوئے حریری

نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی
کہ اصلِ زندگی ہے خود نُمائی
نہ دریا کا زیاں ہے، نے گُہر کا
دلِ دریا سے گوہر کی جُدائی

تمیز: فرق. خار: کانٹا. آشکارا: ظاہر. روشن ضمیری: دل کے ایمانی نور سے روشن ہونے کی حالت. خوئے حریری: ریشم کی سی نرمی کی عادت.

آشنائی: واقفیت، دوستی محبت. اصل: حقیقت. گُہر: موتی. دلِ دریا: سمندر/دریا کی گہرائی یا وسط.

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے

خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں

تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

خِرَد دیکھے اگر دل کی نِگہ سے

جہاں رَوشن ہے نُورِ 'لا اِلہ' سے

فقط اک گردشِ شام و سَحر ہے

اگر دیکھیں فروغِ مہر و مہ سے

دریا میں طوفاں ہونا: دل میں جذبے بیدار ہونا۔ عبث: فضول، بیکار۔ یزداں: خدا۔

خرد: عقل۔ دل کی نگہ: بصیرت، بغور دیکھنے کا عمل۔ روشن ہے: مراد توحید کی نشانیاں ظاہر ہیں۔ نورِ "لا الہ": خدا کی توحید کا نور۔ گردش: چکر۔ فروغ: روشنی۔ مہر و مہ: سورج اور چاند۔

کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر
کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!

اُبھرنا: اوپر اٹھنا۔ فاش تر: زیادہ ظاہر، نمایاں۔

ملّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

(۱)

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہُوا سیماب
مُرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب
اے وادیِ لولاب!

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب
اے وادیِ لولاب!

ہیں ساز پہ موقُوف نوا ہائے جگر سوز
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب
اے وادیِ لولاب!

مُلّا کی نظر نُورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانۂ صُوفی کی مئے ناب
اے وادیِ لولاب!

بیدار ہوں دل جس کی فُغانِ سحری سے
اس قوم میں مُدّت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادیِ لولاب!

ملا زادہ ضیغم لولابی: ایک فرضی نام۔ **ضیغم**: شیر۔ **بیاض**: ڈائری۔ **سیماب**: پارا۔ **مُرغانِ سحر**: صبح کے وقت چہچہانے والے پرندے۔ **لولاب**: سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان ایک وادی۔ **صاحبِ ہنگامہ**: جد وجہد اور جذبوں سے سرشار آدمی، مراد مومن۔ **منبر و محراب**: مراد مذہبی ادارے مسجد وغیرہ۔ **نوا ہائے جگر سوز**: دل کو بے حد متاثر کرنے والے عشقِ حقیقی کے نالے۔ **مضراب**: زخمہ، ڈنکا، ستار بجانے کا آلہ۔ **نورِ فراست**: بصیرت کی روشنی۔ **بے سوز**: جذبوں کی گرمی سے خالی۔ **میخانۂ صوفی**: مراد تصوف کی تعلیم / خانقاہیں۔ **مے ناب**: خالص شراب، حقیقی جوش و جذبہ۔ **فغانِ سحری**: صبح سویرے خدا کے حضور عاجزی و فریاد۔ **نایاب**: جو کہیں نہ ملے۔



(۲)

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام!

شرعِ مُلوکانہ میں جدّتِ احکام دیکھ
صُور کا غوغا حلال، حشر کی لذّت حرام!

اے کہ غلامی سے ہے رُوح تری مُضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام!

مکروفنِ خواجگی: حکمرانوں کے فریب اور چالیں۔ کاش: خدا کرے۔ شرعِ ملوکانہ: حکمرانی کی شریعت / دستور اور قانون۔ جدّتِ احکام: نئے نئے فرمان، فرمانوں کا نیا پن۔ صُور کا غوغا: صور کا شور جسے سن کر مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ حلال: جائز۔ حشر کی لذت: بیدار ہونے / اٹھنے کا مزہ۔ حرام: منع کیا گیا۔ مضمحل: کمزور۔ سینۂ بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی دل۔

(۳)

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر

سینۂ افلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوز ناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سُلطان و اَمیر

کہہ رہا ہے داستاں بیدردیِ ایّام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خُدائے دیر گیر؟

اہلِ نظر: بصیرت والے۔ ایرانِ صغیر: چھوٹا ایران، مختلف خوبیوں کی بنا پر ایران کے بعد دوسرا ملک۔ سینۂ افلاک: مراد آسمان۔ آہِ سوزناک: دلوں کو ہلا دینے والی فریاد۔ مردِ حق: مردِ مومن۔ مرعوب: ڈرا ہوا۔ سلطان و امیر: مختلف قسم کے حکمران۔ بیدردیِ ایام: زمانے کے ظلم و ستم۔ دامن: وادی۔ غم خانہ: غموں کا گھر۔ دہقانِ پیر: بوڑھا کسان۔ نجیب: خاندانی شریف، اچھی نسل والا۔ چرب دست: ماہر، ہنر مند۔ تر دماغ: ذہین، باشعور۔ روزِ مکافات: مراد جزا و سزا کا دن۔ دیر گیر: دیر سے پکڑنے / سزا دینے والا۔

(۴)

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سُوے و رنگ و بو

پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو

وہ پُرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے اُنھیں بے سوزن و تارِ رفُو

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیّت کا بُتِ سنگیں دِل و آئینہ رُو

لہو گرم ہونا: جوش و جذبہ بیدار ہونا۔ تھرتھرانا: کانپنا۔ جہانِ چار سُوے و رنگ و بو: مراد یہ کائنات۔ ظن: گمان۔ تخمیں: اندازہ۔ چراغِ آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد پانے کے لیے سخت جدوجہد۔ پُرانے چاک: پرانے زخم یا پرانے پھٹے ہوئے حصے، مراد کائنات کے بھید کو عقل نہیں پا سکتی۔ بے سوزن: سُوئی کے بغیر۔ تارِ رفُو: مراد دھاگا یا ڈورا۔ ضربتِ پیہم: مسلسل وار۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ حاکمیت: حکمرانی، بادشاہت۔ بتِ سنگیں دل: ظالم/سخت دل بت۔ آئینہ رُو: شیشے کے چہرے والا، مراد بہت نازک۔

(۵)

دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
حیرت میں ہے صیاد، یہ شاہیں ہے کہ دُرّاج!

ہر قوم کے اَفکار میں پیدا ہے تلاطُم
مشرق میں ہے فردائے قیامت کی نمود آج

فطرت کے تقاضوں سے ہُوا حشر پہ مجبور
وہ مُردہ کہ تھا بانگِ سرافیل کا محتاج

دُرّاج: تیتر.شوکت: شان.صیاد: شکاری.تلاطم: موجوں کا تھپڑا، مراد افکار و خیالات کی بھرمار ہونا.مشرق: مراد مشرقی ممالک.فردائے قیامت: قیامت کا آنے والا دن.نمود: ظاہر ہونے کی حالت.حشر: اُٹھنا، بیداری.مُردہ: مراد بے عمل اور سوئی ہوئی غلام قوم.بانگِ سرافیل: حضرت اسرافیلؑ کے صور/بگل کی آواز جس سے مُردے اُٹھ کھڑے ہوں گے.

(۲)

رِندوں کو بھی معلوم ہیں صُوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

خودگیری و خودداری و گلبانگِ 'انا الحق'
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
خود مُردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

رند: جو شرع کا پابند نہ ہو، مراد عشقِ حقیقی سے سرشار۔ کمالات: جمع کمال، ہنر۔ ہر چند: اگرچہ۔ خودگیری: اپنے کملوں پر خود نظر رکھنا۔ خودداری: غیرت مندی، اپنے وقار کا احساس۔ گلبانگ: سُریلی آواز۔ "انا الحق": "میں خدا ہوں"۔ منصور کا نعرہ۔ سالک: چلنے والا، مراد صوفی۔ مقامات: جمع مقام مرتبے، منزلیں۔ محکوم: غلام۔ "ہمہ اوست": سب کچھ خدا ہے اور کسی شے کا وجود نہیں۔ صوفیا کا عقیدہ۔ مرقد: قبر۔ مرگِ مفاجات: اچانک موت۔

(۷)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

ترے دین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رُہبانی
یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالمِ پیری

شیاطینِ ملوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری

چہ بے پروا گذشتند از نوائے صبح گاہِ من ☆
کہ بُرد آں شور و مستی از سیہ چشمانِ کشمیری!

رسم شبیری: حضرت امام حسینؓ والا عمل کہ جان دے دی، باطل قوت کے آگے سر نہیں جھکایا۔ فقر خانقاہی: صوفیوں کا خانقاہوں میں مصروف عبادت ہو کر جہد و عمل سے دور رہنا۔ اندوہ: رنج و غم۔ دل گیری: دل گرفتہ یعنی غم زدہ ہونا۔ بوئے رہبانی: دنیا سے بے تعلقی یعنی بے عملی کا اثر۔ مرنے والی اُمتیں: مراد غلامی میں پھنس کر اپنی شناخت ختم کرنے والی قومیں۔ عالمِ پیری: بڑھاپے کی حالت۔ شیاطین: جمع شیطان مراد بدفطرت ظالم حاکم۔ ملوکیت: حاکمیت، بادشاہت۔ نخچیر: شکار۔ ذوقِ نخچیری: خود شکار ہونے کا شوق۔

☆ میرے صبح کے نغمے یعنی شاعری سے کس قدر بے توجہ ہو کر یہ حسین کشمیری آگے نکل گئے، ان کا جوش و جذبہ کون اُڑا لے گیا۔

(۸)

سمجھا لہو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر
دِل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند

گردش مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحر کا ہے نقش بند

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

نقش بند: تصویر بنانے والا، مراد تخلیق کرنے والا۔ اپنے شام و سحر: اپنی شام اور صبح، مراد مقدر/ تقدیر۔ خاک کا ضمیر: مراد سرزمین یا اہلِ سرزمین کا دل۔ آتش: آگ۔ چنار: ایک درخت جس کے پتے سرخ ہوتے ہیں۔ آتشِ چنار: چنار کی آگ، مراد جذبہ و جوش کی گرمی۔ خاکِ ارجمند: باعزّت، رتبے والی سرزمین۔

(۹)

کھلا جب چمن میں کُتب خانۂ گُل
نہ کام آیا مُلّا کو علمِ کتابی

متانت شِکن تھی ہوائے بہاراں
غزل خواں ہُوا پیرکِ اندرابی

کہا لالۂ آتشیں پیرہن نے
کہ اسرارِ جاں کی ہُوں مَیں بے حجابی

سمجھتا ہے جو موت خوابِ لحد کو
نہاں اُس کی تعمیر میں ہے خرابی

نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی

حیات است در آتشِ خود تپیدن ☆
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی

اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری ☆☆
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی

کتب خانۂ گُل: مراد پھول جنھیں دیکھ کر انسان اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ علمِ کتابی: کتاب کا علم جو کائنات کے مطالعے اور مشاہدے میں کام نہیں آتا۔ متانت شکن: سنجیدگی توڑنے والی، مراد اُمنگ پیدا کرنے والی۔ غزل خواں: غزل گانے والا، مراد (بہار کی ہوا کے سبب) گنگنانے والا۔ پیرک اندرابی: اندراب (ایک کشمیری قصبہ) کا ایک بزرگ۔ آتشیں پیرہن: سرخ لباس والا۔ اَسرارِ جاں: جان/روح کے بھید۔ خوابِ لحد: مراد جسمانی موت۔ نہاں: چھپی ہوئی۔ سلسلۂ روز و شب: وقت کی گردش۔ مَستی و نیم خوابی: فرائڈ کے مطابق زندگی مستی یعنی جنسی کیف کا نام ہے۔

☆ زندگی جاوید دراصل اپنے جذبوں اور جدوجہد کی آگ میں جلنے کا نام ہے۔ وہ وقت بڑا مبارک ہوگا جب تو اس اہم بات کو پا لے گا۔

☆☆ اگر تو دل کی آگ سے ایک چنگاری لے لے تو اس سے دنیا کو روشن کیا جا سکتا ہے۔

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک

محکوم کا دل مُردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دل زندہ و پُرسوز و طرب ناک

آزاد کی دولت دلِ روشن، نفَسِ گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نم ناک

محکوم ہے بیگانۂ اِخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

رگِ سنگ: مراد پتھر۔ **رگِ تاک**: انگور کی بیل کی باریک شاخ، مراد بہت کمزور۔ **مُردہ**: جوش و جذبے سے خالی۔ **افسردہ**: بُجھا ہوا۔ **نومید**: مایوسی کا شکار۔ **زندہ**: جوش و جذبے سے پُر۔ **پُرسوز**: جذبوں کی حرارت سے پُر۔ **طربناک**: خوشی سے پُر۔ **دلِ روشن**: دل کا نورانی ہونا۔ **نفَسِ گرم**: عشق کی حرارت سے پُر سانس۔ **دیدۂ نم ناک**: روتی آنکھ۔ **بیگانہ**: ناواقف، بے خبر۔ **اِخلاص**: خلوص۔ **مروّت**: مہربانی، لحاظ۔ **ہرچند**: اگرچہ۔ **منطق**: عقلی دلیلوں کا علم۔ **ہمدوش**: برابر۔ **بندۂ افلاک**: مراد حالات یا تقدیر کا غلام۔ **خواجۂ افلاک**: مراد اس دنیا کا مالک، حکمران۔

(۱۱)

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ میخانہ

یہ راز ہم سے چُھپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ

طلسمِ بے خبری، کافری و دیں داری
حدیثِ شیخ و برہمن فُسون و افسانہ

نصیبِ خطہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

چُھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گُہر ہیں آبِ وُلر کے تمام یک دانہ

عارف: واقف، عالم۔ عامی: عام آدمی، جاہل۔ بیگانہ: ناواقف۔ میر واعظ: مراد بڑا واعظ، بڑا مولوی۔ حرم: کعبہ مراد خدا تعالیٰ۔ چراغِ حرم کا پروانہ: مراد سچے مسلمانوں سے محبت کرنے والا۔ طلسمِ بے خبری: ناواقفیت کا جادو، یعنی بے خبری۔ حدیث: بات۔ فسون و افسانہ: صرف قصہ کہانی، بے حقیقت۔ کلیمانہ انداز: حضرت موسیٰ کا انداز تاکہ موجودہ فرعونوں کو غرق کر دیا جائے۔ گُہر: موتی، مراد کشمیری عوام۔ آبِ وُلر: کشمیر کی جھیل وُلر مراد سرزمینِ کشمیر۔ یک دانہ: بہت قیمتی، بے مثل۔

(۱۴)

دِگرگُوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے

مُنجّم کی تقویمِ فردا ہے باطل
گِرے آسماں سے پُرانے ستارے

ضمیرِ جہاں اس قدر آتشیں ہے
کہ دریا کی موجوں سے ٹُوٹے ستارے

زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے
نُمایاں ہیں فطرت کے باریک اشارے

ہمالہ کے چشمے اُبلتے ہیں کب تک
خضر سوچتا ہے وُلر کے کنارے!

زورِ عمل: جدوجہد کی شدت۔ مُنجّم: نجومی، ستاروں کی مدد سے قسمت کا حال بتانے والا۔ تقویمِ فردا: مستقبل کی جنتری، مراد مستقبل کا حال بتانا۔ پرانے ستارے گرنا: نام نہاد ملاؤں وغیرہ کے پڑھے ہوئے پرانے علوم کا بیکار رہ جانا۔ ضمیرِ جہاں: کائنات کا باطن / اندر، کائنات میں جو کچھ ہے۔ آتشیں: آگ سے پُر، مراد دلوں میں جوش پیدا کرنے والا۔ ستارے ٹوٹنا: مراد مسلسل انقلاب / تبدیلیاں آنا۔ باریک اشارے: جنھیں صرف اہلِ بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ ہمالہ کے چشمے اُبلنا: مراد ہمالہ کے دامن میں آباد قوموں کا بیدار ہونا۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

کمالِ صِدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہُوں مَیں، لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جُنوں کی تدبیریں

زندہ قومیں: جدوجہد کرنے والی آزاد قومیں۔ کمالِ صدق و مروّت: بھرپور خلوص اور دوسروں سے محبت و ہمدردی۔ تقصیریں: جمع تقصیر، خطائیں۔ قلندرانہ ادائیں: خدا مست لوگوں کے سے طور طریقے۔ سکندرانہ

جلال: مراد بہت شاہانہ رعب داب۔ **برہنہ شمشیریں:** ایسی تلواریں مراد قومیں جو اپنی آزادی کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ **مردِ خود آگاہ:** اپنی خودی سے پوری طرح باخبر۔ **شکوہِ عید:** عید کی شان و شوکت۔ **منکر:** نہ ماننے والا۔ **قبولِ حق:** یعنی خدا قبول کرتا ہے۔ **مردِ حُر:** آزاد یعنی مردِ مومن۔ **تکبیریں:** اللہ کی عظمت کا ذکر (نمازِ عید کے موقع پر "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" پڑھتے ہوئے مسجد جاتے ہیں۔ **ورائے عقل:** مراد عقل کے بس میں نہیں۔ **اہلِ جنوں:** حقیقی عاشق، خدا مست۔



چہ کافرانہ قِمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی

دگر بمدرسہ ہاے حرم نمی بینم
دلِ جُنید و نگاہِ غزالی و رازی

بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ ازلیست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی

ہماں فقیہِ ازل گفت جُرّہ شاہیں را
بآسماں گروی با زمیں نہ پردازی

منم کہ توبہ نہ کردم ز فاش گوئی ہا
ز بیمِ ایں کہ بسُلطاں کنند غمّازی

بدستِ ما نہ سمرقند و نے بخارا ایست
دُعا بگو ز فقیراں بہ تُرکِ شیرازی

جُنید: مراد حضرت جنید بغدادیؒ جن کا تعلق صوفیا کے دوسرے طبقے سے ہے۔ "سیّد الطائفہ" (گروہ کا سردار)۔
غزالی: امام غزالیؒ، محمد بن محمد ابو حامد، فلسفی، علمِ کلام کے ماہر اور صوفی۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ وفات تقریباً ۱۱۱۱ء۔

رازی: امام رازی، محمد ابو الفضل، علم، دولت، عزت اور شہرت میں بے مثل۔ کئی کتابوں کے مصنف، وفات ۱۲۱۰ء۔

۱۔ تو زندگی کا جوا کیسا کافروں یعنی دنیا پرستوں کی طرح کھیل رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ تو تو موافقت کر رہا ہے اور اپنی ذات سے موافقت نہیں کر رہا۔

۲۔ میں جب اپنے دینی مدرسوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے مایوسی ہوتی ہے کہ اب پہلے کی طرح ان میں جنید جیسے دل، غزالی اور رازی جیسی بصیرت والا کوئی نظر نہیں آتا۔

۳۔ بڑے منتی یعنی ازلی قدرت کا یہ فتویٰ / حکم ہے کہ ممولے (چھوٹا سا پرندہ) کے دین میں شہباز جیسے کام منع ہیں۔ یعنی ممولے کے بس میں ایسا نہیں ہے۔

۴۔ اسی ازلی منتی نے گر باز سے یہ کہا کہ دیکھو آسمانی فضاؤں میں یعنی بلندیوں پر اڑنا نیچے زمین یعنی پستی سے تعلق نہ رکھنا۔

۵۔ صرف اس خیال اور ڈر سے کہ لوگ، حاکم وقت (انگریز) سے میری چغلیاں کھائیں گے میں نے صاف صاف باتیں (جابر و ظالم حکمرانوں کی مسلم دشمنی) کہنے سے توبہ نہ کی۔

۶۔ ہمارے پاس کوئی سمرقند ہے اور نہ کوئی بخارا، لہٰذا ہم فقیروں کی طرف سے اس شیرازی تُرک یعنی محبوب کو بس دعا ہی کہہ دینا (حافظ کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے کہا کہ اگر وہ شیرازی تُرک ہمارا دل لے لے تو میں اس کے چہرے پر سیاہ تل کے بدلے میں سمرقند و بخارا دے دوں گا)

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دِگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا بہ اندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
اُنھیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمزِ آشکارا
زمیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردُوں ہے بے کرانہ

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہُوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

مِری اسیری پہ شاخِ گُل نے یہ کہہ کے صیّاد کو رُلایا
کہ ایسے پُرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

ضمیرِ مغرب: مغربی قوموں کا باطن / دل۔ تاجرانہ: سوداگروں کا سا، یعنی مادہ پرستی کا رجحان۔ ضمیرِ مشرق: مشرقی قوموں کا دل و دماغ۔ راہبانہ: ترکِ دنیا، بے عملی اور جدوجہد سے خالی زندگی۔ دگرگوں ہے: تبدیلی آ

رہی ہے۔ بہ اندازِ محرمانہ: رازدارانہ طریقے سے۔ سکندری: سکندرِ اعظم کی سی ظاہری شان و شوکت۔ قلندری: مراد موجودہ دور کا صوفی یا قلندر ہونا۔ ساحرانہ: جادوگر کے سے۔ حریف: مقابل، دشمن۔ خدایانِ خانقاہی: خانقاہ کے مالک، خانقاہ نشین صوفیا جو جدّ و جہد کی زندگی کے خلاف ہیں۔ میرے نالے: مراد اقبال کی شاعری شق ہونا: پھٹ جانا، ٹوٹ جانا، مراد ختم ہو جانا۔ سنگِ آستانہ: دہلیز کا پتھر، مراد مذہب کے نام پر لوگوں کو اُلّو بنانے کا کام۔ رمز: اشارہ، بھید۔ فضائے گردوں: آسمانی فضا۔ بے کرانہ: بہت وسیع۔ خدا فریبی: تقدیر کے حوالے سے اللہ کو دھوکا دینے کی کیفیت۔ عمل سے فارغ ہونا: تقدیر کے بہانے کوئی جدّ و جہد نہ کرنا۔ اسیری: قید۔ پُرسوز نغمہ خواں: جس کے نغموں یعنی شاعری سے لوگوں کے دلوں میں گرمی اور جوش پیدا ہو۔



(۱۲)

حاجت نہیں اے خطۂ گُل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دلِ پُرخوں کی ہے لالہ

تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ

سرما کی ہواؤں میں ہے عُریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہُنر جس کا امیروں کو دوشالہ

اُمید نہ رکھ دولتِ دُنیا سے وفا کی
رَم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

خطۂ گُل: چمن، گلستان، مراد کشمیر۔ مکافاتِ عمل: مراد جیسا عمل ویسی جزا یا سزا۔ خدایانِ ہمالہ: مراد کوہ ہمالیہ کے دامن میں رہنے والے برہمن اور رشی۔ عُریاں: لباس کے بغیر، ننگا۔ دوشالہ: اُونی چادر دو پرتوں والی۔ رم: وحشت، ڈر کر بھاگنا۔ غزالہ: ہرنی۔

(۱۷)

خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زِرہ پوشی

(۱۸)

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازُوے پدر آور ☆

خود آگاہی: اپنی ذات کی پہچان اور ظاہری قوتوں سے باخبر ہونے کی حالت. تن فراموشی: جسم کو بھولنے کی کیفیت. مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا، مراد مردِ مومن. زرہ پوشی: حملے سے بچنے کے لیے زرہ بکتر پہننے کا عمل.

☆ وہ یعنی پہلے مجاہدین والا، بلند ارادہ اختیار کر اور ان جیسا جوش و جذبہ پیدا کر. اگر تجھے باپ کی تلوار کی خواہش ہے تو باپ جیسے بازو یعنی طاقت پیدا کر.

(۱۹)

غریبِ شہر ہُوں مَیں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

گِلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے
سمجھتا ہے مری محنت کو محنتِ فرہاد

''صدائے تیشہ کہ بر سنگ میخورد دگر است ☆
خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است''

غریبِ شہر: پردیسی، مراد بے عمل لوگوں کے ملک میں پردیسی. قیامتیں آباد ہونا: جدوجہد کے لیے جوش اور جذبے پیدا ہونا. نوا: نغمہ، شاعری. غم آلود: غم سے بھری، قوم کے درد سے پُر. متاعِ عزیز: قیمتی سرمایہ/پونجی. دلِ ناشاد: ناخوش دل، قوم کی غلامی کے سبب آزردہ دل. کور ذوقی: اچھا مذاق نہ رکھنے کی کیفیت. محنتِ فرہاد: پہاڑ کھودنے کا عمل، بے ثمر محنت.

☆ پتھر پر جو تیشہ مارا جائے اس کی آواز کچھ اور طرح کی ہوتی ہے ذرا توجہ سے سُن کہ یہ تو دل پر تیشہ پڑنے کی آواز ہے (صدائے تیشہ الخ یہ شعر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ کی مشہور بیاض ''خریطۂ جواہر'' میں ہے)

سر اکبر حیدری، صدرِ اعظم حیدرآباد دکن کے نام

'یومِ اقبالؔ' کے موقع پر توشہ خانہ حضور نظام کی طرف سے، جو صاحبِ صدرِ اعظم کے ماتحت ہے، ایک ہزار روپے کا چیک بطور تواضع موصول ہونے پر

تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہِ پرویز
دو قلندر کو کہ ہیں اس میں مُلوکانہ صفات

مجھ سے فرمایا کہ لے، اور شہنشاہی کر
حُسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات

مَیں تو اس بارِ امانت کو اُٹھاتا سرِ دوش
کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
جب کہا اُس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات!

سر اکبر حیدری: محمد اکبر نذر علی حیدری۔ ولادت بمقام بمبئی ۸ نومبر ۱۸۶۹ء۔ ۱۹۱۹ء میں والیِ دکن نے انھیں صدر المہام مالیات مقرر کیا۔ شکوہِ پرویز: مراد شاہانہ شان و شوکت۔ مُلوکانہ صفات: مراد بادشاہوں کی سی خوبیاں۔ شہنشاہی کر: خوب مزے کر۔ حُسنِ تدبیر: اچھا غور و فکر اور کوشش۔ آنی و فانی: جو وقتی اور فنا ہونے والی ہو۔ ثبات: برقرار رہنے والی۔ بارِ امانت: امانت کا بوجھ۔ سرِ دوش: کندھے پر۔ کامِ درویش: درویش کا حلق / گلا۔ تلخ: کڑوی شے۔ نبات: مصری۔ میری خدائی: مراد وزیرِ اعظم کی آقائی / حکمرانی۔

حُسین احمد

۱ عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ
زدیوبند حُسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است

۲ سرود برسرِ منبر کہ مِلّت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدؐ عربی است

۳ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حسین احمد: مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۷ء) نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں ایک عرصہ تک قرآن و حدیث کا درس دیا۔ جمعیت العلماء ہند کے صدر رہے۔ دیوبند میں دفن ہوئے۔

۱۔ عجم یعنی غیر عرب مسلمان ابھی تک دین کی حقیقتوں سے واقف نہیں ہیں، ورنہ دیوبند کے حسین احمد سے یہ انتہائی حیران کن بات کیوں سرزد ہوتی۔

۲۔ انھوں (مولانا) نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ملت کا تعلق ملک/وطن سے ہے (اشارہ ہے متحدہ قومیت کی طرف)، یعنی ہر ملک میں بسنے والے لوگ ایک ملت ہیں۔ وہ (مولانا) حضور اکرم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے سے کس قدر بے خبر ہیں۔

۳۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے خود کو وابستہ کرلے کہ حضورؐ مکمل دین ہیں۔ اگر تو نے حضورؐ سے وابستگی پیدا نہیں کی (مراد ملت کے بارے میں حضورؐ کے ارشاد گرامی پر عمل نہیں کرتا) تو تیرے سارے عمل ابولہب کے سے ہیں یعنی کفر و شرک۔ (ابولہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو حضورؐ اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)

حضرتِ انسان

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی

کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسّم ہائے پنہانی

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عُریانی

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کِیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی

اگر مقصودِ کُل مَیں ہُوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

دانش و بینش: دانائی اور بصیرت۔ ارزانی: سستا پن، عام ہونا۔ فطرت: قدرت۔ حجاب: پردہ۔ نمایاں: ظاہر

روشن. تبسم ہائے پنہانی: چھپی ہوئی مسکراہٹیں. دعوتِ دیدار: مراد کائنات کی اشیا میں خدا کو جلوہ گر پایا. فرزندِ آدم: مراد انسان. مستور: چھپا ہوا. ذوقِ عریانی: ظاہر ہونے کا شوق. حضرتِ یزداں: خدا تعالٰی. خاکداں: مراد یہ دنیا. نشیمن: ٹھکانا. غرض: مقصد، ارادہ. انجم: جمع نجم، ستارے. شبستاں: رات کے آرام کی جگہ. نگہبانی: حفاظت، چوکیداری. مقصودِ کُل: تمام کائنات وجود میں لانے کی اصل غرض. مَیں: مراد انسان. ماورا: پیچھے، مراد بڑھ کر. ہنگامہ ہائے نو بہ نو: نئے نئے ہنگامے مراد نئے کارنامے یا ہر لحظہ نئی رونقیں.

